

Tazeyet تعزیت

[افون کی گھنٹی بجی - میں نے غنودگی میں چونک کر فون اٹھایا۔ ادھر سے آواز آئی باجی زری ساجدہ کو بتا دیں کہ آصف فوت ہو گیا ہے۔ کون آصف؟ داد پوترہ ہے جی اور فوراً ہی فون رکھ دیا۔ میں نے پھر سے سونے کی کوشش کی مگر ایک بار نیند ٹوٹ جائے تو پھر کہاں سلسلہ جڑتا ہے۔ ویسے بھی ساجدہ کو بتانا تھا تاکہ وہ جلدی جلدی کام نمٹا کر گاؤں جائے۔ ساجدہ میرا ناشتہ لائی اور وہیں قالین پر بیٹھ گئی۔ میں نے ٹوسٹ پر جیم لگاتے ہوئے پوچھا۔ یہ آصف کون ہے؟ کیوں جی کیا ہوا؟ وہ ایک دم چونکی۔ میری افریزن کا دیور ہے جی میرے جیتھ کا پتھر۔ وہ فوت ہو گیا۔ میں نے دھماکہ کیا۔ وئی وئی! اس نے دونوں ہاتھ ملے۔ وہ کیسے مر گیا۔ سوہنا گھبرو جوان بیل کی طرح مضبوط کاٹھی نہجی نہ وہ نہیں ہو سکتا۔ کیوں نہیں ہو سکتا کیا اس کے مرنے پر پابندی ہے۔ نہیں پر دیکھیں نا۔ مرنے کی بھی ایک عمر ہوتی ہے۔ اس کی تو اس کی عمر نہیں۔ کل کا بچہ ہے۔ ابھی تو داڑھی بھی نہیں آئی اور پھر وہ تو جڑواں بچہ ہے اس کے سنگے نال جمنے والا (اس کے ساتھ پیدا ہونے والا) دوسرا تو بالکل ماڑا مرنگ (کمزور) سوکھا ٹیلا ہے۔ مرتاتووہ مرتا ہاے اللہ جی اب کیا ہو گا۔ میری شودھی دیورانی کاتو کالج (کلیجہ) پھٹ گیا ہو گا۔ ساجدہ نے رونا شروع کر دیا۔ صبر کر صبر۔ تیری تو پہلے ہی ایک آنکھ کی نظر نہیں ہے۔ اب کیا دوسری آنکھ بھی گنواے گی۔ کیسے صبر کروں بی بی! اتنا نیک بچہ تھا۔ جی جی کرتا تھا۔ جاتی تھی تو فوراً جی چارپائی بچھا کر اس پر چادر ڈالتا۔ تکیے رکھتا۔ دودھ کی پتی بنا کر پلاتا اس نے دنیا میں ابھی دیکھا ہی کیا تھا۔ ہاے ہاے صادق کی تو کمر ٹوٹ گئی۔ جانے جوان موت کا صدمہ برداشت کر سکے گا کہ نہیں۔ مجھے تو اس کی فکر پڑ گئی۔ کہیں ایک گھر سے دو منجیاں نہ نکلیں دل کا اٹیک نہ ہو جائے۔ خیر کا کلمہ نکال۔ جیتھ کو کیوں مارے ڈالتی ہے۔ یہ تو بتائیں آپ کو فون کس نے کیا تھا؟ مستقیم نے کہتا تھا کہ تیرا داد پو تڑہ ہے۔ کہیں میرے داد پو تڑے بشیر کے بیٹے آصف کا تو نہیں کہہ رہا تھا؟ اس نے دو ہتھ اپنے سینے پر مارے۔ ضرور بشیر کا پتھر ہو گا ہائے اللہ جی چار لڑکیوں کے بعد تو جڑا تھا ہر پیر فقیر سے دعا کرائی تھی اللہ جانے اس کے ساتھ کیا بنی جو یوں اچانک مر گیا۔ نہ کوئی بیماری کی خبر نہ کچ بور ضرور کوئی دل دا (مروڑ) پڑا ہو گا۔ نظر نہ لگ گئی ہو کسی دل سڑی کی۔ اسبب بھی پڑ سکتا ہے کتنی دفعہ کہا تھا کہ مغرب کے بعد گھر سے باہر نہ نکالنا۔ درخت کے نیچے نہ کھڑا ہونا آج کل کی کڑیاں کسی بڑے کی بات نہیں سنئیں۔ کتنا بڑا تھا؟ میں نے چائے کا گھونٹ لیا۔ میں چٹی ان پڑھ۔ مجھے عمر شمر کا کیا پتا۔ ابھی تو گھنٹوں کے بل کر رہا تھا۔ شاید پاؤں پاؤں چلنے لگا ہو۔ ایسا چٹا سفید دودھ ورگاہ موٹا تازہ بندہ دیکھتا رہے۔ لگے جیسے کسی پٹھان کا جاکت ہے۔ ہائے ہائے ماں پیو اور بہنوں کی تو جان تھی اس میں۔ موت کی گھڑی کا کوئی پتہ نہیں۔ بلاوا آجائے تو کتنی دیر لگتی ہے۔ نہ بچے دیکھتی ہے نہ ادھیڑ عمر میرا تو آپ کلیجہ پھٹ رہا ہے۔ دل چاہ رہا ہے اڑ کر پہنچوں اور انہیں حوصلہ دوں۔ خودتو حوصلہ پکڑ۔ میں نے تسلی دی۔ بی بی جنازے کا نہیں بتایا کسویلے ہے۔ واقعی جنازے کا تو بتایا ہی نہیں۔ بڑا بے وقوف ہے تیرا بیٹا۔ آپ جنازے کا پتا کرائیں۔ میں باہر جا کر دادو کو تو تاؤں وہ بھی بے چارہ بڑا کہہ کرے گا۔” میں نے حسن ابدال فون کیا کہ جنازے کا پتا کرائیں اور خود اخبار پڑھنے لگی۔ آج کل تو ویسے بھی اخبار سے بڑھ کر کوئی چیز ڈپر سینگ نہیں۔ پڑھتے ہی بلڈ پریشر لو ہونے لگتا ہے اور پریشانی بڑھنے لگتی ہے۔ کوئی خیر کی خبر تو ہوتی نہیں۔ خودکش حملے دھماکے آگ خون دلویسے ہی اداس سا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ساجدہ واپس آ گئی اور موٹے شیشوں والی عینک میں سے اس کی آنکھیں اپنے سائز سے کئی گنا بڑی نظر آرہی تھیں۔ اس نے اپنی جناتی سائز کی آنکھیں مجھ پر گاڑ دیں اور بولی ”وہ جی دادو کہہ رہا ہے کہ بشیر کے جاکت کا نام آصف نہیں عارف ہے یہ ضرور میرخان کا بیٹا آصف ہوگا اور اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ میرخانے چارہ تو کب سے منجی پر پڑا ہے۔ سرکاری ہسپتال میں پڑا ہے ہر طرف نالیاں لگی ہوئی ہیں بس انتظار ہے کہ کب سانس ختم ہو۔ جانا تو اس کو تھا پر بلاوا اس کے بیٹے کا آ گیا۔ بی بی کہیں فرشتوں کو گلتی تو نہیں لگ گئی؟ چل ہے وقوف کھبی فرشتے بھی غلطی کرتے ہیں۔“ او جی کئی واری بندہ مر گیا۔ جب نہلانے کے لیے ڈالا تو کلمہ پڑھتا ہوا اٹھ بیٹھا۔ سارے لوگ سر پر پاؤں رکھ کے بھاگ گئے۔ وہ بے چارا آواز بن دے رہا ہے۔ میں مرا نہیں جیوندا جاگدا ہوں۔ اصل میں فرشتوں کو جب پتہ چلتا ہے تاکہ وہ غلط بندے کو لے جا رہے ہیں تو فٹ اس کا سہ موڑ دیتے ہیں۔ فرشتوں سے بھلا کیسے غلطی ہو سکتی ہے؟ کیا یک کی لگائی ہوئی ہے۔“ کیوں نہیں لگ سکتی ہیں۔ کئی واری ایک جیسے نام ہوتے ہیں منہ ماند را (شکل) ملتا جلتا ہوتا ہے۔ آخر کو فرشتے بھی تو اللہ ہی کی مخلوق ہیں نا!“ تو یہ بتا کہ جانا ہے یا نہیں۔ کیا ارادہ ہے؟“ جانا تو پڑے گا۔ آخر کو اپنا گرائیں ہے۔ آج میں نہ کی تو کل میرے جنازے پر کون آئے گا۔ تجھے کیا فرق پڑتا ہے۔ مرنے کے بعد کوئی آئے یا نہ آئے۔ لو جی کیسے فرق نہیں پڑتا جنازہ پڑا ہو اور کوئی دو آنسو نہانے والا بھی نہ ہو۔ میرے گھر والے منہ بے چھپاتے پھر میں ہمارے گراں کا ایک خان تھا۔ وہ لوگوں کے جنازے پر نہیں جاتا تھا۔ جب وہ مرا تو گاؤں والوں نے خود جانے کے بجائے پیڑھیاں بھینج دیں اور پھر بھی کوئی جنازہ اٹھانے والا نہیں تھا۔ بڑی مشکل سے کھینچ کھانچ کے قبر میں ڈالا اور ویسے بھی میرخان کا پہلا ویاہ میری مسیری (خالہ زاد) کے ساتھ ہوا تھا۔ اس کے تو ہاتھوں کی مہندی بھی نہیں اتری تھی کہ شوہدی مر گئی۔ خیر جی نکاح تو ہوا تھا نصیب نہ ہوا تو کیا ہوا اور پھر میرخان نے آصف کے لیے میری نانو (سند) کی دھکی کے لیے رشتہ بھی ڈالا ہوا تھا اگر رشتہ ہو جاتا تو پھر تو اپنا جوانترہ (داماد) ہی ہوتا؟ میں نے تنگ آکر کہا۔ ”اچھا بابا! جاؤ مگر جنازے کے بعد فوراً آجانا۔ اور وہ فوراً جوڑا بدل چکن کی سفید چادر اوڑھ تشریف لے گئیں۔ مغرب کے بعد واپس تشریف آوری ہوئی۔ آگئیں واپس بڑی جلدی واپسی ہو گئی۔ جی آگئی۔ جوان موت تھی۔ کافی بڑا جنازہ ہو گا۔ وہ ایک دم سے پھٹ پڑی۔ کیسی جوان موت جی۔ گاؤں کا مصلیٰ سیف فوت ہوا ہے۔ سو سے اوپر ٹپ گیا تھا۔ کئی سالوں سے بیمار تھا بلکہ اب تو منجی پر بیٹھ گیا تھا۔ شوہدے کا دانا پانی بھی بند ہو گیا ناس سکھ کے مکر بن گیا تھا۔ اس کا مرنا تو چلو اچھا ہی ہو گیا۔ اس کی بھی جان چھوٹی اور پیچھے والوں کی بھی۔ اللہ جی نے پردہ رکھ لیا۔ وہ تو کہہ رہا تھا کہداد پو تڑہ ہے؟ میرا داد پو تڑہ کیوں ہو نا۔ جین جوگے کو مجھے فون کرنے کی بھلا کیالوڑ تھی۔ سارے راستے رو کر نظر اور بھی خراب ہو گئی۔ اصل میں جی آپ کو غلطی گئی۔ وہ مستقیم نہیں تھا۔ میرا داد پو تڑہ تھا جس نے فون کیا۔ اس نے سیف کہا۔ آپ نے آصف سمجھا خیر جی جو ہونا تھا ہو گیا۔ آپ بولیں رات کو کیا کھانا ہے؟“]